سندھی شاعری میں حمد کی روایت: ایک تحقیقی جائزہ

The Tradition of Hamd in Sindhi Poetry: An Analysis

منظور علی ویسریو*

Abstract

Allah created mankind for His adoration and commendation. Man has spent his all creative and professional abilities for the praise of Allah. There are so many ways to gratitude Allah; poetry is one of them. Poetry is an expression of emotions and feelings. A poet expresses his feelings or emotions in any form of poetry. There are so many forms or genres of poetry. 'Ham'd' is one of them. The word "Ham'd" is derived from Arabic root 'h,m,d' which means praise of Allah. In this form of poetry, poet particularly praises Allah. Sindh is a Gateway of Islam. After the emergence of Islam in Sindh the early way of life changed. Before Islam people worshiped idols but after Islam new philosophy of faith in one God was introduced. With the advent of Islam, a new culture brought in. The social life of Hinduism and Bhudism saw a great change. That change had a deep impact on the new converters who accepted Islam. Islam changed the philosophy of literature too. It is a fact that literature always reflects contemporary cultures. Early writings of Sindhi language clearly reflects the effect of Islam and Islamic teachings. Many Sufi saints came to Sindh and spread the message of Islam in true sense. And Sindh became the home of Sufism or Land of Sufis. So every Sindhi classical mystic poets or modern Sindhi poets praise Allah constantly through "Hamd" - a form of poetry. In this paper, an attempt has made to describe brief account of 'Ham'd' in Sindhi poetry.

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، قومی ادارہ برائے مطالعہ پاکستان، قائداعظم یونیورسٹی، اسلام آباد۔

تلخیص

شاعری احساسات و جذبات کو بیان کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ شاعر اپنے احساسات و جذبات شاعر ی کی کسی نا کسی صنف میں بیان کرتاہے۔ شاعری کی بہت سی اصناف ہیں جن میں سے حمد بھی ایک ہے۔'حمد' عربی زبان کے مادہ ح م د سے ماخوذ ہے جس کا مطلب اللہ کی تعریف یا ثنا ہے۔ اس صنف میں شاعر خاص طور پر اللہ کی حمد و ثنا بیان کرتا ہے۔

سندھ جو باب الاسلام ہے۔ ظہوراسلام کے بعد یہاں ابتدائی رہن سہن کے طور طریقے تبدیل ہوئے۔قبل از اسلام لوگ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ اسلام کی آمد کے بعد نیا نظریہ اللہ پر ایمان کی ابتداء ہوئی۔ اور یو ں نئی ثقافت نے جنم لیا۔ ہندومت اور بدھ مت کی معاشرتی زندگی میں اسلام کے آنے سے بہت بڑی تبدیلی رونما ہوئی۔ اس تبدیلی نے نو مسلم پر گہرے اثرات مرتب کرنے کے ساتھ ساتھ ادب پر بھی گہرے نقوش چھوڑے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اعلیٰ ادب ہمیشہ اپنے عہد کی ثقافت کا عکاس ہوتا ہے۔ سندھی زبان کی کئی تحریریں ظہور اسلام اور اسلامی تعلیمات کے اثرات کی عکاس ہیں۔بہت سے صوفی بزرگ سندھ میں آئے اور اسلام کا پیغام اس کی روح کے مطابق پھیلایا۔ یوں سندھ صوفیوں کا گھر یا صوفیوں کی دھرتی کہلائی۔ سندھی کلاسیکی صوفی شعراء اللہ کی حمد و ثنا ابتداء سے اب تک مسلسل کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اس مقالے میں راقم نے سندھی شاعری میں حمد کی روایت کا مختصرتحقیقی جائزہ بیان کیا ہے۔

(۱)

سندھی شاعری میں سومرہ دور سے موجودہ دور تک حمد کی روایت اپنی پوری تابنا کی، خلوص و عقیدت سے چلی آرہی ہے۔ سندھی شعراء کے حمدیہ کلام کے جائزہ کے دوران جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ ہر شاعر نے ذات باری تعالیٰ کی حمد و ثنا میں اپنے جذبات کا اظہار اس طرح سے کیا ہے کہ ممدوح کی صفاتِ سرمدی اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ جلوہ گر نظر آتی ہے اور خود شاعر کی ذات بندگی اور عجز و انکساری کا تصویر بنی ہوتی ہے۔

حمد کی روایت سندھی ادب میں بہت پُرانی ہے۔میمن عبدالمجید سندھی کے مطابق :

سومرہ دور میں اسماعیلی مبلغین جب سندھ میں وارد ہوئے اور اہل سندھ کو سندھی زبان میں اسلام کے عقائد و اصول سے آگاہ کرنے لگے۔ ان مبلغین نے اسلامی تعلیمات کو مقامی زبانوں میں نئے رنگ ڈھنگ کے ساتھ پیش کیا۔ ان مبلغین کی اسلامی تعلیمات کی یہی روایت ہندی، گجراتی، سندھی اور اس کے مختلف لہجے کچھی، لاڑی، ملتانی محاوروں میں نمایاں نظر آتی ہے۔ انہوں نے تبلیغی کلام کو ''گنان'' (گیان) کا نام دیا ہے۔ گنان کا موضوع مذہبی اور اخلاقی تعلیم ہے۔(۲)

یہاں پیر صدرالدین (۱۲۹۰ء-۱۴۰۹ء) کے حمدیہ کلام کا ایک بند ملاحظہ کیجئے جس میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے عبادت پر زور دیا گیا ہے۔

شاھ جو مجیئڙو تن کي جیکي صبوحڙي جاڳن
اٿي ا+ نہ گھرین بندا تون ستین سڄي رات
نہ ڪا جھوري جیو جي ٻانھانکو ثمر ساٿ
شاھ جو مجیئڙو تن کي جي جاڳن

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کی خوشنودی انہیں کو حاصل ہوتی ہے جو صبح سویرے جاگ اُٹھتے ہیں۔ اے بندے! تو اٹھ کر اللہ اللہ نہیں کرتا اور رات بھر سویا رہتا ہے۔ اے بندے! تجھے اپنی کوئی فکر نہیں ہے اور ثمر بھی ساتھ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اُنہیں حاصل ہوتی ہے جو علی الصبح اُٹھ کر اللہ کو یاد کرتے ہیں۔(۳)

سومرہ دور کے بعد سما دور میں سندھی زبان کے پہلے صوفی شاعر قاضی قادن کے کلام میں بھی حمدیہ اشعار ملتے ہیں۔ ملاحظہ ہوں دو اشعار ترجمے کے ساتھ:

توڙي نہ ڏيئين, توءِ توج تنھنجو آسرو تو در چڍيان ڪيئن, اي وڏا راڄيا

ترجمہ: توہی سب کو دیتا ہے اور تجھ سے ہی سب کچھ ملتا ہے
تو جو نہ بھی دے تو پھر بھی، تجھ پہ تکیہ رہتا ہے۔(۴)

آھر الا ھر, ڪوءِ مَ لا ھبو ڪڏھین

ترجمہ: وہی بنائے وہی بگاڑے، مالک اور مختار وہی
سارا تانا بانا اس کا صاحب اور سرکار وہی۔(۵)

قاضی قادن کے بعد سندھ کے معروف شاعر شاہ لطیف کے جدامجد شاہ عبدالکریم بلڑی والے (۱۵۳۶ء-۱۶۲۳ء) قدیم شعراء میں سے یہ وہ پہلے شاعر ہیں جن کا کلام زیادہ مقدار میں دستیاب ہوا ہے۔ ان کا درجہ نہ صرف قدامت کے اعتبار سے بلند ہے بلکہ ادبی محاسن

اور خصوصیات کے حوالے سے بھی بہت بلند ہے۔ حمدیہ موضوع پر آپ کا ایک شعر ملاحظہ ہو:

تون چَوُ اللہ هيڪڙو, وائي ٻي مَ سِکُ — سچو اکر من ۾, سوئي لکِئو لِکُ (٦)

ترجمہ: صرف وحدت کے سوا اور کوئی بات نہ سیکھ
سخنِ حق کے سوا قلب میں کچھ اور نہ لکھ۔(۷)

شاہ عنات رضوی جن کا تعلق کلہوڑہ دور سے ہے۔ یہ وہ پہلے سندھی شاعر ہیں جن کا مکمل رسالہ (مجموعہ کلام) دستیاب ہوا ہے۔ ان کا کلام بیت اور وائی اصناف پر مبنی ہے۔ یہ پہلے سندھی شاعر ہیں جن کے کلام میں مسائل تصوف کے ذکر کے ساتھ ساتھ حسن وعشق اور ہجر و وصال کا بیان بھی پُر اثرانداز میں موجود ہے۔ اس کے علاوہ ان کے کلام میں سندھ کے معاشی اور معاشرتی حالات کی جھلک بھی نظر آتی ہے۔ یہاں ان کے حمدیہ کلام سے ایک بند ملاحظہ کیجئے۔

اسين بندا تنهنجا, تون اسان جو ڌڻي — ڏنا ڏوهه بخشين, خاڪين تان ڪٽي
مڙئي ٽول نهاريان, جان هينين ساڻ هٽي — تان سينئان ئي گهٽي, رحمت تنهنجي راڄئا

ترجمہ: ہم تیرے بندے ہیں تو ہمارا مالک ہے
تو ہی، ہم خاک کے بنے ہوئے انسانوں کے گناہ بخشنے والا ہے
جب میں دل کی نگاہوں سے چیزوں کو دیکھتا ہوں
تو مجھے پتہ چلتا ہے کہ تیری رحمت ہی سب سے زیادہ ہے۔(۸)

کلہوڑہ دور کے ایک اور عظیم شاعر شاہ عبداللطیف بھٹائی (۱۶۸۹ء-۱۷۵۲ء) کا کلام جس کو ''شاہ جو رسالو'' کہا جاتا ہے۔ اللہ کی وحدانیت اور رسول اللہ کی محبت سے سرشار ہے۔ بھٹائی کے کلام میں حمدیہ شاعری کے بے شمار عمدہ نمونے موجود ہیں۔ ''شاہ جو رسالو'' کا پہلا بیت ہی اللہ تعالیٰ کی حمد اور ثنا سے شروع ہوتا ہے۔ وہ کہتے ہیں:

اول اللہ عليم, اعليٰ عالم جو ڌڻي — قادر پنهنجي قدرت سين, قائم آه قديم
والي, واحد, وحده, رازق, رب, رحيم — سو ساراهِ سچو ڌڻي, چئي حمد حڪيم
ڪري پاڻ ڪريم, جوڙون جوڙ جهان جي! (٩)

ترجمہ: تیری ہی ذات اول و خر — تو ہی قائم ہے اور تو ہی قدیم
تجھ سے وابستہ ہر تمنا ہے — تیرا ہی آسرا ہے رب کریم
کم ہے جتنی کریں تری توصیف — تو ہی اعلیٰ ہے اور تو ہی علیم

والیِ شش جہات واحد ذات   رازقِ کائنات رب رحیم(۱۰)

ایک اور شعر میں فرماتے ہیں:

وحدہٗ لاشریک لہٗ، اِيءُ هيڪڙائي حق   ٻيائي کي ٻڪُ، جَن وڌو سي ورسِئا (۱۱)

ترجمہ: وحدہٗ لاشریک شرطِ وفا، رہ ہموار منزلِ توحید
جس کسی نے دوئی کو اپنایا، اپنی منزل سے ہوگیا وہ بعید(۱۲)

کلہوڑہ دور کے ایک اور صوفی شاعر اور شاہ لطیف کے ہم عصر شاعر شیخ عبدالرحیم گرہوڑی نے بھی اپنی شاعری میں صوفیانہ فکر کے ساتھ ساتھ دیگر موضوعات پر بھی شعر کہے ہیں۔ ملاحظہ ہو ان کے حمدیہ کلام کا ایک نمونہ:

اول الله مجيان ، جو آگو عالمن   سيني پرين پاڪ سو ، ڪنا ڪل عين
اپ ، پون ، عرش ، ڪرسي جوڙ يا ئين جهانن   ڪين منجهاران قدرت سين ، اپايائين ان
حڪم ساڻ حڪيم جي ، ايا آهن (۱۳)

ترجمہ: سب سے پہلے اللہ کو مانتا ہوں جو تمام جہانوں کا مالک ہے
جو ہر لحاظ سے پاک اور تمام عیوب سے ماورا ہے
وہی ہے جس نے آسمان اور دھرتی، عرش اور کرسی اور تمام اشیاء کو بنایا ہے.
اسی نے ہی یہ سب کچھ بنایا جو سب اس کے تابع ہے
اور یہ سب کچھ اسی حکیم کے حکم سے ہی قائم ہیں

کلہوڑہ دور کے بعد تالپور دور کے قادرالکلام سندھی شاعر حضرت سچل سرمست کے کلام میں حمدیہ اشعار کا جائزہ لیا جائے تو حضرت سچل سرمست کے کلام میں حمدیہ اشعار بڑی تعداد میں ملتے ہیں۔ سچل سرمست نے بھی اپنے کلام میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا نہایت عقیدت و احترام کے جذبے سے بیان کی ہے۔ ملاحظہ ہو ایک شعر:

هُو الاول هُو الاخر, هُو الظاهر, هُو الباطن
هِتي هُو آر هُتي هُو آر سچل ! چؤ تون ڪٿي آهين؟ (۱۴)

ترجمہ: وہی اول، وہی آخر، وہی ظاہر، وہی باطن
یہاں بھی وہ ہے، وہاں بھی وہ ہے، سچل! کہو تم کہاں ہو؟

ایک اور جگہ اپنے پنجابی کلام میں فرماتے ہیں:

قل ھو اللہ احد یہی جانی، سمجھ سنجانیں کوئی اور نہیں
کھڑو وحدت دے دریا دے وچ، ایہو آپ بئے دی ٹور نہیں

ترجمہ: کہو ایک ہے رب کوئی اور نہیں۔ اُسی روپ میں اس کو جانو تم
ہے روز ازل سے دریا میں، ہر بھیس میں اس کو مانو تم(۱۵)

برطانوی دور میں بھی بہت سے سندھی شعراء نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی ہے۔ اس ضمن میں سندھ کے معروف ادیب، شاعر، تاریخ نویس، ڈرامہ نگار، ناول نگار اور افسانہ نگار مرزا قلیچ بیگ کی حمدیہ غزل کے دو شعر کے نمونے ملاحظہ کیجئے:

تعريف انهيءَ جي، جو آهي رب تعاليٰ جو جل جلال آهي ۽ پڻ عمّ نوالا
سو دائم، قائم سوئي خالق، سوئي رازق
قدرت جنهن جي ڪامل ۽ جنهن جا ڪم نرالا(۱۶)

ترجمہ: تعریف اس کی جو ہے رب تعالیٰ جو جل جلال ہے اور ہے قدرت والا
وہ دائم، قائم، وہ خالق وہ رازق قدرت جس کی کامل اور جس کا کام نرالا

مرزا قلیچ بیگ کے ایک اور ہم عصر شاعر غلام احمد نظامی جو کہ سندھی قومی اور اصلاحی شاعری میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ اِن کے حمدیہ کلام کا نمونہ ملاحظہ ہو:

ڪجي تنهنجي ڪهڙي ثنا ياخدا سنڌ۾ جلووآ جابجا ياخدا
و قدرت سان بنايا عجيب

ترجمہ: یا خدا ہم عاجز بندے تیری ثنا کے لائق نہیں یا خدا تیرے جلوے جا بجا ہیں
تونے اپنی قدرتِ کاملہ سے بنائے عجیب شمس و قمر اور ارض و سما یا خدا (۱۷)

جدید سندھی شاعری کے بانی کشن چند بیوس کی شاعری میں بھی حمدیہ کلام ملتا ہے۔ اس ضمن میں اُن کی معروف نظم ’’قدرت وارا‘‘ (قدرت والا) سے ایک شعر ملاحظہ ہو:

گلن اندر سرهاڻ ڌرين ٿو موتين سان مهراڻ ڀرين ٿو
هيرا لعل هزارا قدرت وارا(۱۸)

ترجمہ: پھولوں میں خوشبو ڈالتے ہو موتیوں سے مہران بھرتے ہو
ہیرے لعل ہزاروں، اے قدرت والے

جدید سندھی شاعری کے ممتاز شاعر شیخ ایاز کی شاعری میں کئی موضوعات ملتے ہیں،

وہاں انہوں نے اللہ کے حضور دعاؤں کا سلسلہ بھی شروع کیا تھا اور بعد میں وہ مجموعے کی شکل میں ''اٿي اور الله سان'' (اٹھ، اللہ سے التجا کر) کے نام سے شائع ہوا۔ ان دعاؤں میں شیخ ایاز نے اللہ کے وجود اور اسلام کی حقانیت کی گواہی دی ہے۔ ساتھ ساتھ وہ اُن دعاؤں میں اللہ سے محبت اور انسانوں سے الفت کو زندگی کی کامیابی تصور کرتے ہیں۔ اُن کے حمدیہ کلام کے دو اشعار ملاحظہ ہوں:

تون ئي رحمان آن, تون ئي آنهه رحيم   توين آنءُ يتيم, هن انهي اسرار ۾(۱۹)

ترجمہ: تو ہی رحمان ہے، تو ہی رحیم ہے   تم بن میں یتیم ہوں، اس گہرے اسرار میں

ایک اور شعر:

ا اور الله سان, جيسين آهه پسان   سپ ڪجهه آهه الله, ٻيان سپ پاچاران اٿي(۲۰)

ترجمہ: اٹھ اور اللہ سے التجا کر، جب تک سانس ہے
سب کچھ اللہ ہی ہے، باقی سب سائے ہیں

اس کے علاوہ بھی بہت سے جدید شعراء ہیں جن کے کلام میں حمدیہ کلام کی روایت بڑی توانا اور نمایاں نظر آتی ہے۔(۲۱)

موجودہ دور کی ایک قادر الکلام شاعرہ نجمہ نور پھلپوتہ ہیں۔ ان کا حال ہی میں ایک شاعری مجموعہ نورالوریٰ کے نام سے شائع ہوا ہے۔ یہ حمدیہ اور نعتیہ کلام پر مشتمل ہے۔ اس میں سے حمدیہ کلام کا نمونہ ملاحظہ ہو:

تنهنجي قدرت تنهنجي عظمت ـ الله هو   تنهنجي رحمت تنهنجي مدحت ـ الله هو
تنهنجي حڪمت، تنهنجي نصرت ـ الله هو   تنهنجي وحدت   وسعت ـ الله هو(۲۲)

ترجمہ: تیری قدرت تیری عظمت اللہ ہو   تیری رحمت تیری مدحت اللہ ہو
تیری حکمت تیری نصرت اللہ ہو   تیری وحدت تیری وسعت اللہ ہو

ایک اور جگہ نجمہ نور خدا کی مدحت یوں بیان کرتی ہیں:

ڪيڏ و ڪرم ڪري تو مون سان، ڪيئن مون ڪي تو چا هي
بگڙيل بگڙيل سپ ڪم قربئون ، پاٿهي پاڻ تو نا هي،
منهنجي هر هڪ دردجو دارون، هرڏک جو درمان آ،
ڪيڏ و ٻاجھ پريو ٻاجهارو، ڪيڏو عالي شان(۲۳)

ترجمہ: کتنا کرم کرتا ہے مجھ پر، کتنا مجھ کو چاہتا ہے
بگڑے بگڑے میرے سارے کام پیار سے خود ہی بناتا ہے
میرے ہر ایک درد کی دوا، ہر دکھ کامداوا وہ ہے
کتنامہربان، نہایت رحم والا، اور کتنا عالی شان وہ ہے

ایک اور شعر میں خدا کے جمال اور ان کی شان کو نہایت خوبصورت الفاظ میں یوں بیان کرتی ہیں:

تون جميل آن ، تون جمال آن ، تون حسين آن ، بيمثال آن،
آهن جلوه سپ تنهنجي جوت جا، تنهنجو شان جل جلالہٗ (۲۴)

ترجمہ: تو جمیل ہے، تو جما ل ہے، تو حسین ہے، بے مثال ہے
ہیں سارے جلوے تیرے نور کے، تیری شان جل جلالہ

موجودہ دور کے شاعر خادم ڈوگر نے بھی اپنے کلام میں خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کو بیان کیا ہے۔ جس میں وہ خدا تعالیٰ کی وحدانیت نہایت عجز وانکساری سے بیان کرتے ہیں۔ اس ضمن میں ان کا شعر ہے کہ :

تنهنجينالن تان صدقي خدا، هر نان ءُ نرالو تنهنجو جدا .
الله فور (۲۵)

ترجمہ: تیرے ناموں پر صدقے خدا ہر نام نرالہ تیرا جدا
اللہ، غفور، رحیم، احد تو خالق، مالک تجھ کو بقا

ایک اور شعر میں اللہ تعالیٰ سے یو ں التجا کرتے ہیں:

رحمتن جي نظر مون تي ڪر يا خدا .
جهولي خالي اٿم ر يا خدا . (۲٦)

ترجمہ: رحمتوں کی نظر مجھ پر کر یا خدا جھولی میری خالی ہے، جھولی بھر دے یا خدا

خلاصۂ کلام

سندھی شاعری میں حمد کی روایت کے اس مختصر تحقیقی جائزے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ حمد نگاری کی روایت ایک قدیم صنفِ سخن کے طور پر سندھی ادب میں نمایاں طور پر موجود ہے اور ایک توانا روایت بن کر سامنے آئی ہے اور اب تک یہ سلسلہ اپنی توانائی اور

رعنائی کے ساتھ جاری و ساری ہے۔ سندھی میں حمدیہ شاعری کی روایت کو اگر اکٹھا کیا جائے تو سندھی ادب میں یہ علمی سرمایہ ہمارے لئے گنجِ گراں مایہ بن سکتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ظفر عباسی، شاعری جوں صنفوں ائیں صنعتوں، حیدر باد، سندھی لئنگئیج اتھارٹی، ۲۰۰۷ ء، ص۔ ۲۸۹

۲۔ میمن، عبدالمجید سندھی، سندھی ادب کی مختصر تاریخ، مترجم:حافظ خیر محمد اوحدی، جام شورو، انسٹی ٹیوٹ آف سندھیالوجی، سندھ یونیورسٹی، جولائی ۱۹۸۳ ء، ص۔۴۸

۳۔ ایضاً، ص۔۴۹

۴۔ قاضی قادن، آہوانِ صحرا، مترجم: نیاز ہمایونی، حیدر باد، شاہ عبداللطیف بھٹ شاہ ثقافتی مرکز کمیٹی، بھٹ شاہ، ۱۹۸۸ ء، بیت نمبر۔۱۰۷

۵۔ ایضاً، بیت نمبر۔۱۰۸

۶۔ شاہ عبدالکریم، شاہ کریم جو کلام، مصنف: میمن عبدالمجید سندھی، کنڈیارو، روشنی پبلی کیشن، ۱۹۹۵ ء، ص۔۱۸۷

۷۔ شاہ کریم، ابیات شاہ کریم، مترجم: ڈاکٹر نجم السلام، جام شورو، انسٹی ٹیوٹ آف سندھالوجی، سندھ یونیورسٹی، ص۔۱۱

۸۔ خلیل، محمد ابراہیم، ڈاکٹر، مترجم: وحدت افکار(علاقائی زبانوں کے قدیم و جدیدشعری ادب کا انتخاب) اسلام باد، محکمہ فلم و مطبوعات وزارت اطلاعات و نشریات، حکومت پاکستان،ص ص۔ ۸۲-۸۳

۹۔ بھٹائی، شاہ عبداللطیف، شاہ جو رسالو،مہتمم،ہوتچند مولچند گربخشانی، حیدر باد، شاہ عبداللطیف بھٹ شاہ ثقافتی مرکز، بھٹ شاہ، طبع سوم، ۱۹۹۲ ء، ص۔ ۹۷

۱۰۔ بھٹائی ،شاہ عبداللطیف، رسالہ شاہ عبداللطیف، مترجم: شیخ ایاز، جام شورو، انسٹی ٹیوٹ آف سندھالوجی، سندھ یونیورسٹی،طبع دوم، ۱۹۷۷ ء، ص۔۳

۱۱۔ بھٹائی ،شاہ عبداللطیف، شاہ جو رسالو، ایضاً، ص۔۹۸

۱۲۔ شا ہ عبداللطیف بھٹائی، رسالہ شاہ عبداللطیف، مترجم: شیخ ایاز، ایضاً، ص۔۴.

۱۳۔ سدا رنگانی، ایچ۔آء، مضمون، ’’سچل صوفی لاکونی‘‘، کتاب، ساریم اج سنگھار، مرتبہ: سیما، کراچی، محکمہ

سیاحت و ثقافت، حکومت سندھ، ۲۰۰۷ ء، ص-۲۰۵

۱۴ء شاد، بشیر احمد، ڈاکٹر، مقالہ: ''حضرت سچل سرمست کے کلام میں قرآن حکیم اور احادیث کے حوالہ جات''، کارونجھر، تحقیقی جرنل، شش ماہی، شعبہ سندھی، کراچی، وفاقی اردو یونیورسٹی آف آرٹس، سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، عبدالحق کیمپس، سندھ جلد-۶، شمارہ-۱۰، جون ۲۰۱۴، ص-۱۴۹ بیگ، مرزا قلیچ، شمس العلماء، دیوان قلیچ، جام شورو، سندھی ادبی بورڈ، سندھ، طبع دوم، ۱۹۸۹ ء، ص-۱۰.

۱۶ء خلیل، محمد ابراہیم، ڈاکٹر، مترجم: وحدت افکار، ص ص- ۸۶-۸۷

۱۷ء بیوس، کشن چند، شیریں شعر، حیدر باد، گلشن، پبلی کیشن، طبع دوم، اگست ۲۰۰۶ ء، ص- ۱۲

۱۸ء شیخ ایاز، اتھی اور اللہ ساں، دعائیں، شکارپور، مہران اکیڈمی، طبع سوم، دسمبر۲۰۰۵، ص- ۱۲

۱۹ء ایضاً، ص-۲۵

۲۰ء لغاری، عبدالجبار، عابد، ڈاکٹر، سندھی شاعری جی مختصر تاریخ، شکارپور، مہران اکیڈمی، طبع دوم، ۲۰۰۱ ء، ص-۱۸